یوم پنجشنبہ

جلد ۳۲ | ۴ ماہ ہجرت ۱۳۲۳ ہش | ۱۰ جمادی الاول ۱۳۶۳ ھ | ۴ مئی ۱۹۴۴ ء | نمبر ۱۰۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۳ ماہ ہجرت۔ آج ۱۰ بجے صبح کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے بہتر ہے۔ کچھ انتڑیوں میں خراش ہے احباب دعائے صحت کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت ویسی ہی ہے احباب دعائے صحت جاری رکھیں۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جو دہلی کے جلسہ کے بعد بعض اہم امور کی سرانجام دہی کے لئے دہلی ٹھہر گئے تھے۔ اب تشریف لے آئے ہیں۔

روزنامہ الفضل قادیان ——— ۱۰ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

فرمودہ ۱۶ اپریل بعد نماز مغرب

تین قسم کے آدمی

فرمایا:۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ تین قسم کے آدمی ہمارے پاس آکر بیٹھتے ہیں۔ ایک تو ایسے ہوتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اُن کی مثال اُس اچھی زمین کی طرح ہوتی ہے۔ جو نرم ہو۔ پانی کو اپنے اندر جذب کرنے کی قابلیت رکھتی ہو۔ اور پھر اچھی کھیتی اُگا سکتی ہو جب بارش نازل ہوتی ہے۔ تو وہ زمین بارش کے پانی کو سمیٹ لیتی اور اُسے اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ پھر اس زمین سے کھیتی نکلتی اور لوگوں کے کام آتی ہے۔ گویا وہ خود بھی پانی پیتی ہے۔ اور باقی لوگوں کیلئے بھی غذا مہیا کرتی ہے۔ دوسری قسم کے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کی مثال اس زمین کی طرح ہوتی ہے۔ جو سخت ہو۔ لیکن اپنے اندر نشیب رکھتی ہو جب پانی گرتا ہے تو وہ اُس زمین میں جمع ہو جاتا ہے۔ اور گو ایسی زمین خود پانی نہیں پیتی۔ لیکن چونکہ وہ پانی کو جمع کر لیتی ہے۔ اس لئے وہ پانی جانور پیتے ہیں۔ آدمی استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے کھیتوں کو اس پانی سے سیراب کرتے ہیں۔ گویا وہ بھی دین کی تعلیم کو محفوظ رکھنے کا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ گو خود اُس سے فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ لیکن فرمایا۔ ایک تیسری قسم کے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی مثال اس سخت اور پتھریلی زمین کی طرح ہوتی ہے۔ جو نہ صرف سخت اور پتھریلی ہو۔ بلکہ سطح اور ہموار بھی ہو۔ اور اس میں کوئی گڑھا نہ ہو۔ جب آسمان سے پانی نازل ہوتا ہے۔ تو نہ وہ آپ پانی پیتی ہے۔ کیونکہ وہ سخت اور پتھریلی ہوتی ہے۔ اور نہ پانی جمع کرتی ہے۔ کیونکہ وہ سطح اور ہموار ہوتی ہے۔ غرض آپ نے فرمایا۔ تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ جو ہماری مجالس میں آکر بیٹھتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ پہلی مثال تو اُس شخص کی ہے۔ جو عالم باعمل ہو۔ وہ دین حاصل کرتا ہے۔ اور نہ صرف خود اس کے احکام پر عمل کرتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا اور ان کو عامل بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا وہ عالم بھی ہوتا ہے۔ اور عامل بھی ہوتا ہے۔ وہ تعلیم بھی حاصل کرتا ہے اور معلم بھی ہوتا ہے۔ لیکن تیسری قسم کا آدمی نہ عامل ہوتا ہے نہ معلم ہوتا ہے۔ نہ خود فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور نہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ دوسری مثال بوجہ اس کے کہ ان دونوں مثالوں سے حل ہو جاتی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں فرمائی۔ مگر ہر شخص ادنیٰ غور سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ دوسری مثال اس شخص کی ہے۔ جو معلم تو ہے۔ مگر عامل نہیں۔ وہ دین سیکھتا ہے۔ اس کے احکام سنتا ہے۔ اس کی تعلیموں سے واقفیت رکھتا ہے۔ مگر خود دیندار نہیں ہوتا۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی باتیں دوسروں تک پہنچاتا رہتا ہے۔ پس وہ بھی ایک مفید وجود ہے۔ گو ذاتی طور پر وہ خود اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتا لیکن بہرحال وہ دوسروں تک ان نیک باتوں کو پہنچا دیتا ہے۔

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تین قسم کے آدمی بیان فرمائے ہیں۔ جہاں تک اس گروہ کا تعلق ہے۔ جو نہ آپ دین کو سمجھتا ہے۔ اور نہ دوسروں کو دین کی باتیں پہنچاتا ہے۔ وہ نہایت ہی بدقسمت اور خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہے۔ ایسے لوگوں کے دلوں میں یہ رغبت ہی نہیں ہوتی کہ وہ دین کی طرف توجہ کریں۔ قرآن کریم میں اسی قسم کے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکاین من اٰیۃ فی السمٰوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون (یوسف ع) وہ اللہ تعالیٰ کے نشانات اور اس کی آیات پر سے اس طرح گذر جاتے ہیں۔ کہ گویا انہیں پرواہ ہی نہیں ہوتی اور وہ اعراض سے کام لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آیات سے اعراض کرنے والے

اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان اندھا ہوتا ہے جسکی وجہ سے خواہ اُسکے سامنے کیسے ہی خوبصورت نظارے پیش کئے جائیں وہ اُن سے کوئی حظ نہیں اُٹھاتا۔ اور نہ اُس کے دل میں ان کے متعلق کوئی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ خوبصورت نظاروں کو دیکھنے کیلئے لوگ بعض دفعہ مشرق و مغرب تک سے چل کر پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن اسی مقام پر اگر ایک اندھے کو کھڑا کر دیا جائے۔ تو اُسے ذرا بھی احساس پیدا نہیں ہوگا۔ حالانکہ دوسرے لوگوں کی یہ حالت ہوگی کہ وہ دُور دُور سے ان نظاروں کو دیکھنے کے لئے آئیں گے۔ اُن کا فوٹو لیں گے۔ ان کیفیات کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھنے کی کوشش کریں گے۔ شاعر اپنے شعروں میں اُن کا ذکر کریں گے۔ لیکن ایک اندھا وہاں سے گذریگا۔ تو اُسے ذرا بھی احساس پیدا نہیں ہوگا۔ پس یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ وھم عنھا معرضون۔ اس کی دو وجوہ ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان اندھا ہو۔ اور اُسے نظر ہی نہ آئے۔ کہ اس کے سامنے کیا چیز ہے۔ اور یا پھر وہ اتنا خود پسند ہو کہ اُسے اپنی بدشکلی اور بدصورتی ساری دنیا سے زیادہ خوبصورت نظر آتی ہو۔ ایسا شخص بھی خوبصورتی کی پرواہ نہیں کرتا۔ کیونکہ گو اس کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ مگر روحانی لحاظ سے اس کی آنکھوں میں بھینگا پن پیدا ہو چکا ہوتا ہے۔ اور یا پھر روحانی نقطہ نگاہ سے اُسے ویسا ہی مرض ہوتا ہے۔ جیسے دنیا میں بعض لوگوں کو ہوتا ہے۔ کہ وہ باوجود آنکھیں رکھنے کے سرخ رنگ کو سبز رنگ یا سبز رنگ کو سرخ رنگ دیکھتے ہیں۔ ہوتا سبز ہی ہے۔ مگر انہیں نظر یہ آرہا ہوتا ہے۔ کہ وہ سرخ رنگ ہے۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

یا ہوتا سُرخ رنگ ہے۔ مگر اُنکی آنکھیں اُسے سبز دیکھ رہی ہوتی ہیں۔ ریلوے کی ملازمتوں میں اس کا خصوصیت سے خیال رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ خطرہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے شخص کو اگر سبز جھنڈی دکھائی گئی۔ تو وہ سرخ نہ سمجھ لے۔ یا سُرخ دکھائی گئی۔ تو وہ سبز نہ سمجھ لے۔ اس وجہ سے ریلوے کی ملازمتوں میں اس امر کا خصوصیت سے امتحان لیا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں ایسے لوگوں کو کلر بلائنڈ کہا جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ سُرخ کو سبز یا سبز کو سُرخ یا سیاہ کو سفید یا سفید کو سیاہ دیکھیں گے۔ اور یہ نقص بھی ایسا ہے۔ جو انسان کو حقیقت تک نہیں پہنچنے دیتا۔ پس اعراض کی دوسری وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ انسان خود پسند ہوتا ہے۔ اور خود پسند ایسی شخص کو کہتے ہیں۔ جو روحانی طور پر کلر بلائنڈ ہو۔ یعنے رنگ کا اندھا ہو۔ اسے چیز تو ضرور نظر آتی ہے۔ مگر بگڑی ہوئی شکل میں۔

بچپن میں ہم ایک کھیل کھیلا کرتے تھے۔ اور وہ یہ کہ ایک محدّب شیشہ لے کر اس میں آدمی کی شکل دیکھتے۔ ایسے شیشہ میں جب شکل دیکھی جاتی ہے۔ تو مختلف زاویوں سے پتلا موٹا نظر آتا ہے۔ موٹا پتلا نظر آتا ہے۔ لمبا چھوٹا نظر آتا ہے اور چھوٹا لمبا نظر آتا ہے۔ اس طرح بڑی بدصورت اور پُر ہیبت شکلیں اس شیشہ میں دکھائی دیتی ہیں۔ اسی طرح اس شخص کی نظر تو ہوتی ہے۔ مگر وہ ایسی خراب ہوتی ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ سمجھ لو۔ کہ وہ اتنا خود پسند ہوتا ہے۔ کہ اسے اپنی ادنیٰ حالت اس قدر اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں خواہ کیسی ہی سچائی پیش کیجائے وہ اسے نظر نہیں آتی۔ اور بعض دفعہ یہ خود پسند تو نہیں ہوتا۔ مگر اپنے کسی دوست یا محبوب کی محبت میں اس قدر ناجائز غلو سے کام لیتا ہے۔ کہ اس کی بُری سے بُری بات بھی اُسے اچھی نظر آتی ہے۔ اور ناجائز محبت اُسے اللہ تعالےٰ کے احکام سے اعراض کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

پس وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ یا تو ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی بینائی میں فرق ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی خود پسندی کی وجہ سے یا ناجائز دوستی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے احکام سے اعراض کرلیتے ہیں۔ اور یا پھر وہ ایسے اندھے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے اندر یہ مادہ ہی نہیں ہوتا۔ کہ وہ خوبصورتی اور حسن کو دیکھ سکیں۔ یہ گروہ اس قسم کا ہوتا ہے۔ جو بعض دفعہ مومن کہلانے والوں میں بھی موجود ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں جب منافق آکر بیٹھتے۔ تو قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ کہ وہ اس طرح لاتیں پھیلا کر اور ٹیک لگاکر بیٹھتے۔ کہ یوں معلوم ہوتا۔ کانھم خشب مسندہ گویا وہ بڑے بڑے شہتیر ہیں جو دیوار سے لگا دیئے گئے ہیں۔ لیکن وہ سمجھتے کچھ نہ تھے۔ اور اپنے خیالات میں ہی محو رہتے تھے۔ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اُن لوگوں کو جو بعد میں پیغامی ہوگئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں ایسی حالت میں بیٹھے دیکھا ہے۔ کہ باوجود اِس کے کہ مَیں اس وقت بچہ تھا۔ لیکن پھر بھی مجھے انکا اس طرح بیٹھنا بہت ناگوار معلوم ہوتا۔ جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں آتے۔ تو اُن میں سے بعض اپنی ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ جاتے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوئی بات فرماتے تو وہ اپنی رانوں پر اس طرح بار بار ہاتھ مارتے۔ کہ گویا یہ کیا باتیں ہیں۔ ان سے بڑی بڑی باتیں تو انہیں خود معلوم ہیں۔ بچپن کی حالت میں ہی مجھے اُن کا یہ طریق عمل سخت بُرا لگتا تھا۔ اور دل پر یہ اثر ہوتا تھا۔ کہ گویا وہ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اِن باتوں کے سنانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم تو پہلے ہی ان کو خوب سمجھتے ہیں۔ ان باتوں سے ہم پر رعب نہیں ڈالا جا سکتا۔ بیشک ان کے دلوں میں یہ خیالات اس وقت نہیں آتے ہونگے۔ کیونکہ آخر وہ مومن تھے۔ لیکن ان کی کیفیت اور ان کے بیٹھنے کے نقشہ سے دل پر یہی اثر ہوتا تھا۔ تو ایسے لوگ نیکوں میں بھی ہوتے ہیں۔ اور اس وجہ سے یہ بھی ایک ضروری بات ہے کہ انسان جب کوئی بات سنے تو توجہ سے سنے۔ اپنے دل میں خشیت اللہ پیدا کرے۔ دین کی باتوں کی طرف رغبت اور شوق کا اظہار کرے۔ اور رُوحانی حسن کو دیکھنے کی کوشش کرے۔

بہت لوگوں کے گمراہ ہو جانے کی ایک وجہ

بہت لوگ اس وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ کہ جب انہیں کوئی نصیحت کرو۔ تو وہ اپنا نقطۂ نگاہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ حالانکہ جب کوئی شخص دوسرے کے متعلق سمجھتا ہے کہ وہ میرا اُستاد ہے۔ تو لازمًا اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنا نقطۂ نگاہ ترک کردے۔ اور وہی نقطۂ نگاہ اختیار کرے۔ جو اُسکے اُستاد کا ہے۔ جب تک انسان اپنی بات کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو۔ وہ دوسرے کی بات کس طرح قبول کر سکتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ انسان اندھا دُھند مانتا چلا جائے مَیں جو کچھ کہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ انسان کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اچھی طرح سوچ سمجھ لے۔ کہ فلاں شخص میرا اُستاد بننے اور مجھے دینی باتیں سمجھانے کا اہل ہے یا نہیں۔ پھر جب وہ فیصلہ کرلے۔ کہ وہ اہل ہے۔ تو اس کے بعد اس کا یہ کام نہیں کہ وہ کہے مجھے جب تک فلاں بات کے دلائل معلوم نہ ہونگے۔ مَیں اُسے ماننے کیلئے تیار نہیں۔ جب وہ اُسے ہر لحاظ سے اپنے سے بہتر سمجھتا ہے۔ اُس کا علم اپنے علم سے زیادہ جانتا ہے۔ اُس کا تقویٰ اپنے تقویٰ سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اس کا مقام اپنے مقام سے اونچا خیال کرتا ہے۔ تو پہلا حق اسکو دینا چاہیئے۔ اور دُوسرا حق اپنے پاس رکھنا چاہیئے لیکن عام لوگوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ پہلا حق آپ لیتے ہیں اور دُوسرا حق اُس کو دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی مثال سطح زمین کی ہوتی ہے۔ کہ جب پانی اُس پر گرتا ہے۔ تو وہ اُسے روکتی نہیں۔ اسیطرح اِس شخص کی حالت ہوتی ہے کہ چاہے دوسرے کو اللہ تعالےٰ نے استاد کا مقام دیا ہو۔ وہ جب کوئی بات کرتا ہے۔ تو یہ اُس کے دل پر اس طرح گرتی ہے۔ کہ گویا مَیں تنزل اختیار کرکے اور ترحم کے طور پر اس بات کو سن لیتا ہوں۔ ورنہ مجھ سے بہتر اس بات کو کون سمجھ سکتا ہے تو ایک تو یہ چیز ہے۔ جس کی طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے۔ کہ تم اپنے آپ کو سطح زمین کی طرح مت بناؤ۔ کہ دینی تعلیم کا پانی اس پر گرے۔ اور تم اسے قبول کرنے سے محروم رہ جاؤ۔

نیک باتیں تہید اور اہتمام سے دوسروں تک پہنچائی جائیں

دوسری قسم کا انسان جو رُوحانی پانی کو جمع کرکے دوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔ مگر خود اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا تیسری قسم سے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے بہرحال بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دین کی طرف رغبت کا اظہار کرتا ہے۔ جہاں تک دماغ کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق یہ ضرور کہا جائیگا۔ کہ وہ دین کی طرف رغبت رکھتا ہے اور اُس کا وجود بنی نوع انسان کے لئے مفید ہے لیکن چونکہ خود اس کا دل صاف نہیں ہوتا۔ اِس لئے دل صاف نہ ہونے کی وجہ سے وہ تعلیم اُس کے اپنے اندر داخل نہیں ہوتی۔ وہ ایک چیز کو اچھا تو سمجھتا ہے لیکن اس کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتا، یا اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ بوجہ اس کے کہ سستی اور غفلت کی عادت اس کے اندر پائی جاتی ہے۔ یا اس کی طبیعت میں موقع کے مطابق اٹھنے اور بلندی کیطرف قدم بڑھانے کی اُمنگ نہیں ہوتی۔ وہ ایک حد تک ہی چل سکتا ہے۔ اس سے زیادہ چلنے کی اس کے اندر طاقت نہیں ہوتی۔ یہ دو مرض ایسے ہیں۔ جو اسے عمل سے محروم کر دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس کا دماغ مانتا ہے کہ یہ باتیں اچھی ہیں اور وہ نہ صرف ان کو یاد رکھتا ہے۔ بلکہ دُوسروں کو بھی سُناتا ہے۔ اور گو وہ خود عمل نہیں کرتا۔ مگر کئی دوسرے لوگوں کے لئے قوتِ عمل کا موجب بن جاتا ہے۔ اسلئے اس کی حالت تیسری قسم کے لوگوں سے اچھی ہوتی ہے۔ کیونکہ اسکی وجہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ گو خود اُسکی ذات کو فائدہ نہ ہو۔ پس بیشک اُسے کچھ ثواب ملجائیگا لیکن یہ اسکی بدقسمتی ہی ہوگی

کہ اس نے آپ فائدہ نہ اُٹھایا۔ بہر حال ایسے لوگ بھی دین کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حجۃ الوداع میں تقریر کی۔ اور فرمایا۔ اے لوگو! تم جو میری باتیں سُن رہے ہو۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ تم میری ان باتوں کو دوسروں تک پہنچاؤ۔ کیونکہ کئی سننے والے ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں خود عمل کی قابلیت نہیں ہوتی۔ لیکن دوسرے لوگ ان سے سُن کر عمل کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح چیز بھی محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور جن لوگوں نے عمل کرنا ہوتا ہے۔ وہ عمل بھی کر لیتے ہیں۔ تو یہ بھی ایک اہم اصول ہے۔ کہ جو نیک باتیں سنی جائیں۔ انہیں تعہد اور اہتمام کے ساتھ دوسروں تک پہنچایا جائے۔ پس جو لوگ یہاں آتے ہیں۔ اُن کا فرض ہے۔ کہ وہ دوسروں تک ان باتوں کو پہنچائیں۔ آخر سب لوگوں کو تو یہ موقع نہیں مل سکتا۔ کہ وہ یہاں آئیں اور باتیں سنیں۔ ایسی صورت میں جو لوگ یہاں آتے ہیں۔ اُنہیں چاہیئے۔ کہ جب وہ واپس اپنے گھروں میں جائیں۔ تو اپنے بیوی بچوں اور دوسرے عزیزوں کو یہ باتیں سُنایا کریں۔ کہ فلاں نے یہ بات کی۔ اور اس پر یہ بات کہی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہر آدمی چار پانچ یا سات آدمیوں تک یہ باتیں پہنچاوے گا۔ پھر اگر وہ پانچ سات آدمی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اسی ہدایت پر عمل کریں۔ اور آگے اُن میں سے ہر شخص پانچ سات اور آدمیوں کو وہ باتیں سنائے اور وہ پانچ سات آگے اور لوگوں تک باتیں پہنچائیں۔ خاوند بیوی کو باتیں سنائے۔ بیوی اپنی سہیلیوں اور ہمسائیوں تک باتیں پہنچائے کہ میرے میاں رات کو مسجد میں گئے تھے۔ اور وہاں پر یہ باتیں ہوئیں۔ آگے وہ عورتیں جن تک باتیں پہنچیں۔ اپنے اپنے گھروں میں خاوندوں کو وہ باتیں سنائیں۔ اور اسی طرح روزانہ کیا جائے۔ تو دیکھو بغیر اس کے کہ وہ اس مجلس میں آئیں۔ اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے یہاں کی تمام باتیں اُن کے کانوں تک پہنچ سکتی ہیں۔

ہر وقت فائدہ اٹھانے کیلئے تیار رہنا چاہیئے

پھر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک دفعہ انسان بات سنتا ہے۔ تو اس کے دل پر اثر نہیں ہوتا۔ دوسری دفعہ سنتا ہے۔ تو اثر نہیں ہوتا۔ تیسری دفعہ سنتا ہے۔ تو اثر نہیں ہوتا۔ لیکن کوئی موقعہ ایسا بھی آجاتا ہے۔ جب ایک بات اس کے کانوں میں پڑتی اور اس کو یوں کھا جاتی ہے۔ کہ اس کے دل کا تمام زنگ اتر جاتا ہے۔ اور اس کے قلب کی سیاہی دور ہو جاتی ہے۔ ایک شخص کے متعلق ذکر آتا ہے۔ کہ وہ ایسی جگہ رہتا تھا۔ جہاں صلحاء و اتقیاء رہتے تھے۔ مگر کبھی اس کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ اس کے محلہ میں ایسے ایسے صوفیاء اور عابد و زاہد تھے۔ جو ساری ساری رات قرآن کریم پڑھنے میں گذار دیتے۔ مگر اس کی حالت یہ تھی۔ کہ وہ ہمیشہ لہو و لعب میں مشغول رہتا۔ اور کبھی نیک باتوں کی طرف توجہ نہ کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ کسی گلی میں سے گذر رہا تھا کہ اس نے سُنا۔ کوئی شخص اپنے کمرے کے اندر بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے۔ جب وہ اس مکان کی کھڑکی کے قریب پہنچا۔ تو اس کے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ (الحدید ع ۲) اے کیا مومنوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ ان کے دل خدا تعالےٰ کی طرف جھک جائیں۔ اور اس کی خشیت ان کے دلوں میں پیدا ہو۔ یہ آیت اس کے بالکل مناسب حال تھی۔ وہ مومن تھا۔ وہ روز انہ قرآن کریم سُنا کرتا تھا۔ مگر اثر نہ ہوتا تھا۔ چونکہ اچانک یہ ایک فقرہ اس کے کانوں میں پڑا۔ آگے پیچھے کی آیات اس کے ساتھ نہ تھیں کہ اس پر مضمون مشتبہ ہو جاتا۔ اس لئے جونہی اس کے کانوں میں یہ آواز آئی۔ کہ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ۔ اسے یوں معلوم ہوا۔ گویا خدا آسمان سے بول رہا ہے۔ وہ اسی وقت چیخ مار کر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب اُسے ہوش آیا۔ تو اس کا دل بالکل صاف ہو چکا تھا۔ اور تمام زنگ دُور ہو چکے تھے۔ ایک دفعہ وہ حج کرنے کے لئے گیا۔ تو اُسی شہر اور اُسی محلے کا ایک صوفی اُسے ملا۔ جو اس علاقہ کو کسی وجہ سے چھوڑ چکا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر کہنے لگا۔ ہیں تم بھی حج کرنے کے لئے آگئے۔ میں نے تو تمہارے دکھ کی وجہ سے محلہ کو ہی چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ تم تمام رات لہو و لعب میں مشغول رہتے۔ اور میری عبادت میں خلل واقعہ ہوتا تھا۔ اب یہ کیا ہوا۔ کہ خود تم ہی حج کرنے کے لئے آگئے ہو۔ اس پر اُس نے یہ قصہ سنایا کہ کس طرح وہ ایک گلی میں سے گذر رہا تھا۔ کہ یہ آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ اور اس کے دل کا تمام زنگ دور ہو گیا۔

تو دیکھو۔ سارا قرآن سن کر اس پر اثر نہ ہوا۔ لیکن ایک دن ایسا آیا۔ جب وہ آرام سے جا رہا تھا۔ کہ ایک کھڑکی کے قریب پہنچ کر کمرہ کے اندر سے ایک شخص کی یہ آواز آئی۔ کہ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ۔ اور اُسے ایسا معلوم ہوا۔ کہ صور اسرافیل پھونکا گیا ہے۔ اُس کے آنسو نکل آئے۔ اور اسی جگہ اُس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ تو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ جب بڑی بڑی کوششوں سے اصلاح نہیں ہوتی۔ مگر پھر ایک ایسا وقت آجاتا ہے۔ جب اُسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب خدا تعالےٰ کے ساتھ اس کی تار ملا دی گئی ہے۔ اور بجلی کا کرنٹ اُسے پہنچنے لگ گیا ہے۔ پہلے اس کا روحانی بجلی سے تعلق کٹا ہوا ہوتا ہے۔ مگر پھر وہ وقت آتا ہے۔ جب یہ تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ پس کسی کو کیا پتہ کہ اسکی اصلاح کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کون سا وقت مقرر ہے۔ اُسے چاہیئے۔ کہ وہ ہر دینی بات کو سنے پھر اللہ تعالیٰ جس وقت چاہیگا۔ اس کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔

یاد رکھو قومیں اسی طرح بنتی ہیں۔ کہ وہ نیک باتیں سُنکر دوسروں تک پہنچاتی ہیں۔ اور پھر وہ لوگ اور لوگوں تک ان باتوں کو پہنچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ باتیں ہر شخص کے کان تک پہنچ جاتی ہیں۔ ہر شخص کے دل میں راسخ ہو جاتی ہیں۔ اور ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش شروع کر دیتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں لوگ بیٹھے بیٹھے صحابی بن گئے تھے۔ حالانکہ رات دن وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے۔ رات دن وہ آپ کی باتیں سنتے اور پھر عزم اور ارادہ کے ساتھ انہیں لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا۔ کہ کئی کئی دن وہ باتیں سننے کے باوجود اپنے اندر کوئی خاص تبدیلی محسوس نہیں کرتے تھے۔ لیکن کسی دن کوئی ایک بات سنتے اور ان کی روح جست لگا کر کہیں کی کہیں پہنچ جاتی۔ اور ان کا قلب ایک آن میں کئی روحانی منازل طے کر جاتا۔ پھر وہ روحانی باتوں کو سنتے اور اُن پر کوئی خاص اثر نہ ہوتا۔ مگر پھر کوئی بات اُن کے کانوں میں ایسی پڑتی۔ کہ وہ پہلے مقام سے اُڑ کر اور زیادہ بلند مقام پر جا پہنچتے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجالس میں بھی یہی بات دیکھی ہے۔ بعض دفعہ بڑے بڑے زور کی تقریریں ہوتیں اور لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوتا۔ لیکن بعض دفعہ آپ ایک چھوٹا سا فقرہ فرماتے۔ تو لوگ رونے لگ جاتے۔ صرف سورج کا نور کافی نہیں ہوتا۔ آنکھوں کی بینائی بھی اُس کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ جب آنکھوں میں بینائی ہو۔ اور دل کی کھڑکی کھلی ہو۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھ لیتا ہے۔ بلکہ اس وقت سورج تو کیا ایک جگنو کی روشنی بھی اُسے نظر آنے لگ جاتی ہے۔ لیکن اگر آنکھوں میں بینائی نہ ہو۔ تو ایسے شخص کو اگر تم سورج کے سامنے بھی کھڑا کر دو گے۔ تو اُسے کچھ دکھائی نہیں دیگا۔ پس روحانی انوار حاصل کرنے کیلئے دل کی کھڑکی کا کھلا ہونا ضروری ہے۔ مگر دل کی کھڑکی ہر وقت کھلی نہیں رہتی۔ کسی وقت کھلتی اور کسی وقت بند ہو جاتی ہے۔ انسان کا اصل کام یہی ہے۔ کہ وہ ہر وقت روشنی کے سامنے رہے۔ قطع نظر

اس سے کہ اُس کے دل کی کھڑکی کھلی ہو، یا بند ہو۔ جب وہ ہر وقت روشنی کے سامنے رہیگا۔ تو کسی وقت اُس کے دل کی کھڑکی کھل جائے گی۔ اور نور کی کرن اُس میں داخل ہو جائے گی۔ اُس وقت وُہ رُوحانیت کے مدارج طے کرتے ہوئے کہیں کا کہیں جا پہنچے گا۔ پھر اس کے دل کی کھڑکی بند ہو جائے گی۔ اور گو نور اس کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ مگر وُہ اونچے لیول پر آجائے گا۔ اُس کے بعد پھر کوئی وقت ایسا آئیگا۔ جب اُس کے دل کی کھڑکی کھلی ہوگی۔ اور وُہ نور کو جذب کر کے پہلے مقام سے بھی اُونچا ہو جائیگا۔ اس طرح قدم بقدم چل کر وُہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھ جائیگا۔ پس اصلاح آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔ رُوحانی ترقی تدریج کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اس کیلئے ایک لمبی کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر وُہ شخص جو اربعہ لگا کر بڑھنا چاہتا ہے۔ اسے کوئی ترقی حاصل نہیں ہوتی۔ اور وُہ قرب حاصل کرنے سے محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص اربعہ لگا کر دریا میں اپنے آپ کو ڈال دے اور فرض کر لے۔ کہ جب ایک گز تک اتنا پانی ہے۔ تو دو گز تک اتنا ہوگا۔ تین گز تک اتنا ہوگا۔ چار گز تک اتنا ہوگا۔ تو وہ یقیناً دریا میں ڈوب کر مر جائے گا۔ کیا دریا کوئی اربعہ سے بنایا کرتا ہے۔ کہ انسان پہلے سے اندازہ کرنے لگ جائے۔ کہ جب ایک جگہ اتنا پانی ہے۔ تو دُوسری جگہ اتنا پانی ہوگا۔ اسی طرح رُوحانیت اور سلوک کے مدارج طے کرنے میں اربعہ سے کام نہیں چلتا۔ کہ انسان یہ کہے۔ کہ مَیں آج اس مقام پر ہوں۔ تو کل اُس مقام پر پہنچ جاؤنگا۔ اور اتنے دنوں تک خدا کا قرب حاصل کر لونگا۔ رُوحانی میدان میں تو بسا اوقات دس دس سال کی نمازوں اور روزوں سے کچھ نہیں بنتا۔ اور بسا اوقات ایک دفعہ کا سبحان اللہ کہنا اُسے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ پس خالی انسانی کوشش اور انسانی جدوجہد رُوحانیت کے حصول کیلئے کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ ضروری یہ ہوتا ہے کہ اسکی عبادتیں اور اس کی قربانیاں ملاء اعلیٰ کی عبادتوں اور ان کی تسبیح و تحمید کے متوازی آجائیں۔ جب تک دونوں متوازی نہیں آتے۔ اُس وقت تک کوئی رُوحانی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس روحانیت میں ترقی حاصل کرنے کے لئے نبی نوع انسان اور ملاء اعلیٰ کا متوازی آنا ضروری ہے۔ جب تک یہ نہ ہو۔ ملاء اعلیٰ خواہ کس قدر تسبیح کرتے رہیں۔ اور انسان خواہ کس قدر عبادتوں سے کام لیتے رہیں۔ کوئی تغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں انسان کی آمین جب فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل جاتی ہے۔ تب دُعاء قبول ہوتی ہے۔ اب کسی کو کیا پتہ کہ وہ کونسا وقت ہوگا۔ جب اس کی تسبیح اور فرشتوں کی تسبیح۔ جب اس کی آمین اور فرشتوں کی آمین آپس میں متوازی ہو جائیگی اور یہ کہیں کا کہیں جا پہنچے گا۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب انسان ہر وقت فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا رہے۔ اس جدوجہد کے دوران میں اس پر کوئی وقت ایسا بھی آجائے گا۔ جب اس کی روح ملاء اعلیٰ کی ارواح کے متوازی آجائے گی۔ اور اس کے نفس کی اصلاح ہو جائے گی۔ واقعہ یہی ہے کہ جبتک انسانی ارواح اور ملاء اعلیٰ کی ارواح متوازی نہ ہوں۔ اس وقت تک روحانی تکمیل حاصل نہیں ہوتی۔ نہ انسان کی تسبیح اُسے کوئی فائدہ پہنچاتی ہے۔ اور نہ ملاء اعلیٰ کی تسبیح کوئی مفید نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ جیسے نہ نر سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور نہ مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ نر اور مادہ دونوں آپس میں مل جائینگے۔ تب بچہ پیدا ہوگا۔ اسی طرح آسمان کے وجود نر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور انسانی رُوح مادہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جب یہ رُوحانی نر اور رُوحانی مادہ آپس میں مل جائیں گے۔ تب اسکے اندر رُوحانیت پیدا ہوگی

بے عمل ہوتے ہوئے دُوسروں کو فائدہ پہنچانیوالے

دُوسرا گروہ جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے۔ وہ بھی ایک مفید گروہ ہے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم تو بے عمل ہیں۔ ہمارا وجود کس کام کا۔ حالانکہ یہ کہنا اُن کی غلطی ہوتی ہے۔ وہ بے عمل ہوتے ہوئے بھی دُوسروں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس کا بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ وہ نیک باتیں دُوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔ اب یہ لازمی بات ہے کہ جب یہ نیک باتیں دوسروں کو پہنچائیگا۔ تو نیک باتیں پہنچانے کا ثواب اسے بھی حاصل ہوگا۔ اور پھر جب اس کی پہنچائی ہوئی باتیں سنکر کوئی شخص ایسا پیدا ہوگا۔ جو نجات پا جائیگا۔ تو اُس کے نیک اعمال کا ثواب اس کو بھی مل جائے گا۔ اور یہ بھی نجات پا جائے گا۔ پس یہ درجہ گو بظاہر ناقص اور ادنیٰ نظر آتا ہے۔ مگر اس میں انسانی نجات کے امکان بہت حد تک موجود ہیں۔ کیونکہ جب کوئی شخص اسکے ذریعہ ہدایت پا جائیگا۔ تو اُس کے اعمال کا ثواب اس کو بھی ملیگا۔ اور یہ بھی نجات حاصل کر لے گا۔

خود عمل کرنے اور دُوسروں کو عمل کرنے کی نصیحت کرنیوالے

اِن دو کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تیسرا درجہ بیان فرمایا ہے۔ وہ تو نورٌ علیٰ نور ہے۔ کہ انسان دین کی باتوں کو سُنتا ہے۔ سمجھتا ہے۔ اُن پر غور و فکر کرتا ہے۔ اور پھر نہ صرف خود عمل کرتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی عمل کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ گویا وہ آپ بھی پانی پیتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے بھی ایک کھیتی چھوڑ جاتا ہے۔ یہ کھیتی صرف اس وقت ہی لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچاتی۔ بلکہ اس کا بیج دنیا میں محفوظ رہتا ہے۔ اور دوسرے سال اسی کھیتی کا بیج پھر اور لوگوں کو فائدہ پہنچا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض کھیتیاں ایسی ہونگی۔ جن کے بیج قیامت تک محفوظ رہیں گے۔ اور ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اسکے بیج کے ذریعہ لاکھوں لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ دیکھو دنیا میں جو اعلیٰ فصل ہو۔ اس کا بیج ہمیشہ محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی اعلیٰ جانور ہو تو اسکے نطفہ کی حفاظت کی جاتی ہے۔ یُوں تو روزانہ گندم پیدا ہوتی ہے۔ روزانہ جوار کی فصلیں ہوتی ہیں۔ لیکن جب کسی گندم یا کسی جوار کی کھیتی ایسی اعلیٰ نکل آتی ہے کہ اُس کا دانہ اور دانوں سے خصوصیت اور امتیاز رکھتا ہو۔ تو لوگ اُس کے بیج کو محفوظ کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ یہ نئی قسم کی گندم یا نئی قسم کی جوار پیدا ہوگئی ہے۔ اور پھر اس کا بیج ہمیشہ قائم رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح عالم روحانیت میں جب کوئی شخص خاص کمالات لیکر پیدا ہوتا ہے تو اس کی کھیتی قیامت تک چلتی چلی جاتی ہے۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اللہ تعالےٰ نے جب ایک نیا رُوحانی بیج پیدا کیا۔ تو اس کے متعلق فیصلہ کر دیا۔ کہ یہ بیج قیامت تک محفوظ رہیگا اور اس سے دنیا میں ہزاروں لاکھوں کھیتیاں پیدا ہونگی۔ یا اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام تشریف لائے۔ تو خدا تعالےٰ نے فیصلہ فرما دیا۔ کہ اب تجھ سے جُدا ہو کر کوئی شخص ہم تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے بعض بیجوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ ان کو محفوظ کر لو۔ پہلے سب بیج اس کے مقابلہ میں ردّی اور ناکارہ ہوگئے ہیں۔ تب اُنہی بیجوں کو بویا جاتا ہے۔ اور اُنہی سے کھیتیاں اُگتی ہیں۔ اسی طرح لوگوں کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وُہ کوشش اور جدوجہد سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے قرب میں بڑھتے رہیں۔ کیا پتہ کہ اللہ تعالےٰ کس کی محبت کو قبول فرمائے۔ اور پھر یہ فیصلہ کر دے۔ کہ اُس کے بیج کو محفوظ کر لو۔ نہ سہی ساری دنیا کے لئے۔ نہ سہی ساری اقوام کے لئے۔ مگر یہ تو ہو سکتا ہے کہ دنیا کے کسی ملک۔ دنیا کی کسی قوم یا دُنیا کے کسی حصہ کے متعلق اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دے کہ اس میں آئندہ

اسی شخص کا رُوحانی بیج قائم رہے۔ بالعموم سادات میں بڑے بڑے بزرگ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ بعض قوموں میں اگر کوئی بزرگ پیدا ہوئے ہیں۔ تو پھر سینکڑوں سال تک اُسی قوم سے بزرگ پیدا ہوتے چلے گئے۔ پس نہ سہی ساری دنیا کے لئے لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی خاص قوم یا کسی خاص علاقہ یا کسی خاص ملک کے لئے اُس کے رُوحانی بیج کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے اور قیامت تک اُس کے بیج سے رُوحانی کھیتیاں تیار ہوتی رہیں۔ اور چونکہ یہ وہ پہلا شخص ہوگا۔ جس سے ایک اعلیٰ درجہ کی رُوحانی کھیتی کا آغاز ہوا اور تمام آنے والی نسلوں کا جد ہوگا اس لئے خدا تعالےٰ اُن سب کے اعمال کا ثواب اس کو قیامت تک دیتا چلا جائے گا۔ پس یہ حدیث اپنے اندر بہت بڑا سبق رکھتی ہے۔ مومن کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اوّل تو اُسے پہلا مقام حاصل ہو۔ اور اگر پہلا مقام حاصل نہ کر سکے۔ تب بھی وہ ہمت نہ ہارے۔ بلکہ دوسرے درجہ میں کھڑے ہو کر لوگوں تک دین کی باتیں پہنچاتا رہے۔ تاکہ کوئی اور شخص پیدا ہو جائے۔ جو اس کی وجہ سے دین کو لیکر کھڑا ہو جائے۔ اور اس طرح اس کے اعمال کا ثواب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس کو بھی ملتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابن مریم کیوں کہا گیا

فرمایا۔ کل ایک شخص نے سوال کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابن مریم کیوں کہا گیا ہے۔ میں نے اس کا ایک جواب بھی دیا تھا۔ لیکن رات کو جب میں لیٹنے لگا۔ تو یکدم خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابن مریم دو معنوں میں کہا گیا ہے۔ ایک تو اس لئے کہ جیسے حضرت مسیحؑ کی ولادت پر بعض لوگوں نے اعتراض کئے تھے۔ کہ وہ نعوذ باللہ ناجائز ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لوگوں نے یہ اعتراض کرنا تھا کہ آپ کی ولادتِ رُوحانی ناجائز ہے۔ آپنے افترا سے کام لیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپکو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا۔ اور دوسرے آپ کو ابن مریم ابراہیمؑ ہونیکے لحاظ سے بھی کہا گیا ہے۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بیٹا حضرت ماریہؓ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ جس کا نام آپنے ابراہیم رکھا۔ اور جو کچھ عرصہ کے بعد وفات پا گیا۔ آپنے اس کی وفات پر فرمایا۔ کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیا۔ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی بنتا۔ اور اس ابراہیم کی والدہ کا نام احادیث میں ماریہ آتا ہے۔ جو درحقیقت قبطی زبان میں مریم کا تلفظ ہے۔ دوسری طرف ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو دیکھتے ہیں۔ تو اُن میں ہمیں آپکا ایک نام ابراہیم بھی نظر آتا ہے۔ گویا ایک تو وہ ابراہیم تھا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت ماریہ یعنی مریم سے پیدا ہوا۔ اور ایک ابراہیم آپ ہیں۔ پس آپ کو جب ابن مریم کہا گیا تو اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ وہ جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی حضرت ماریہ قبطیہ کا بیٹا ابراہیم ہے جسکے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔ اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی بنتا۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایک عجیب سلسلہ جاری کیا ہوا ہے کہ جب دشمن کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے کسی نبی پر کوئی اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دوسرے وقت اُسی کا کوئی ہمنام کھڑا کرکے اس اعتراض کو رد کر دیتا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا کہ پہلا آدم آیا اور اُسے شیطان نے جنت سے نکال دیا۔ مگر یہ آدم اس لئے آیا ہے کہ شیطان کو ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دے۔ پہلا مسیح آیا۔ اور اُسے دشمنوں نے صلیب پر لٹکا دیا مگر یہ مسیحؑ اس لئے آیا ہے۔ تاکہ صلیب کو توڑ کر رکھ دے۔

اسی طرح جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔ اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی بنتا۔ تو دشمن کہہ سکتا تھا۔ کہ آپ نے نعوذ باللہ یونہی ایک دعویٰ کر دیا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اگر وہ زندہ رہتا تو ضرور نبی بنتا۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے ایک اور شخص کو کھڑا کیا۔ اور فرمایا۔ تو ابراہیم بھی ہے اور ابن مریم بھی۔ یعنی علاوہ ابراہیم ابو اسمٰعیل ہونے کے تو ابراہیم بن مریم بھی ہے۔ یعنی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بیٹے کے مشابہ بھی ہے۔ جو حضرت ماریہ کے بطن سے پیدا ہوا۔ اور ہم تجھے نبوت کے عہدہ پر فائز کرتے ہیں۔ پس آپ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ابن مریم قرار دئے گئے۔ تاکہ ماریہ یعنی مریم کے بیٹے ابراہیم کی وفات پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا۔ کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً وہ پورا ہو۔ اور دنیا کو اللہ تعالیٰ یہ دکھا سکے۔ کہ جو ابراہیم کا مثیل پیدا ہوا۔ جب وہ نبی بن گیا۔ تو کیا اگر اصل ابراہیم زندہ رہتا تو وہ نبی نہ بنتا۔ وہ بھی ضرور نبی بن جاتا۔

پس ابن مریم کے نام سے ایک اشارہ اس امر کی طرف بھی ہے۔ کہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس بیٹے کا مثیل ہے۔ جو مریم یعنی ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اور جس کا نام ابراہیم رکھا گیا تھا

ربّنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہٗ علی الذین من قبلنا کا مطلب

حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اس دعا کا کیا مطلب ہے کہ ربّنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہٗ علی الذین من قبلنا۔

حضور نے فرمایا:۔ اصر اُس عہد کو کہتے ہیں جس کو کوئی شخص توڑ دے۔ اور وفائے عہد میں کمزوری دکھا کر سزا کا مستحق ہو جائے۔ پس لا تحمل علینا اصراً کما حملتہٗ علی الذین من قبلنا کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے خدا ہم سے کوئی ایسا عہد نہ لے۔ جس کو ہم بعد میں توڑ دیں۔ جیسا کہ پہلے لوگوں سے تُو نے عہد لئے اور پھر انہوں نے وہ عہد توڑ دئے۔ عہد لینے والا تو اسی لئے عہد لیتا ہے کہ لوگ اس کو پورا کریں۔ آگے اگر کوئی قوم اُس کو توڑ دیتی ہے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کی مورد بن جاتی ہے۔ پس دوسرے الفاظ میں اس دعا کا یہ مطلب ہے۔ کہ خدایا ہم سے جو بھی تو عہد لے۔ ہمیں توفیق عطا فرما۔ کہ ہم اس عہد کو نہ توڑیں جیسا کہ پہلے لوگوں نے اُس کو توڑ دیا۔ بلکہ ہمیشہ اس عہد کے مطابق اپنا دستور العمل رکھیں۔

عرض کیا گیا۔ کہ ربنا ولا تحمّلنا ما لا طاقۃ لنا کا کیا مفہوم ہے۔

حضور نے فرمایا۔ ایک تو دینی عہد ہوتے ہیں۔ اور ایک دنیوی مصائب ہوتے ہیں۔ ربنا ولا تحمّلنا ما لا طاقۃ لنا کا مفہوم یہ ہے۔ کہ ایسے ابتلاء اور مصائب اور مشکلات ہم پر نہ آئیں جنکو ہم برداشت نہ کر سکیں۔ پہلے فقرہ میں تو یہ کہا گیا تھا۔ کہ شریعت کے احکام جو تو نے نازل فرمائے ہیں۔ اور وہ دین کی ذمہ واریاں جو ہم پر ڈالی گئی ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ہم ان احکام پر عمل کرنے اور اُن ذمہ واریوں کو ادا کرنے سے اسی طرح قاصر رہیں۔ جیسی طرح پہلے لوگ قاصر رہے۔ اور دوسرے فقرہ کا یہ مطلب ہے۔ کہ لوگ جب مخالفت کرینگے اور ہماری ایذا رسانی کی کوشش کرینگے۔ تو ایسا نہ ہو۔ ہم مشکلات کے مقابلہ کی طاقت کھو بیٹھیں۔ اور ہمارے قدم پھسل جائیں۔ پس لا تحمّلنا ما لا طاقۃ لنا کا مطلب یہ ہے۔ ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال۔ جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ مطلب یہ کہ جو مشکلات آئیں۔ اُنکو برداشت کرنے کی ہمیں اپنے فضل سے طاقت عطا فرما۔ درحقیقت یہ دعا مانگنے کا ایک لطیف طریق ہوتا ہے۔ کہ ایسے الفاظ دعا میں استعمال کئے جائیں۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی غیرت بھڑک اُٹھے۔ اور وہ اپنے بندے کی [illegible] لئے کھڑا ہو جائے۔ اگر یوں [illegible] خدایا جو ابتلاء اور آزمائشیں [illegible] آئیں ہمیں ثابت قدم رکھ۔ تو تو [illegible]

لیکن اللہ تعالیٰ کی غیرت کو بھڑکانے والی نہیں ہوگی۔ اس کے مقابلہ میں اگر یہ کہا جائے کہ خدایا تو مجھ پر ایسی آزمائش نہ لا جس میں ثابت قدم نہ رہ سکوں تو یہ دعا خدا تعالیٰ کی غیرت کو بھڑکانے والی ہوگی۔ اور دوسری دعا کی نسبت جلد قبول ہوگی۔ کیونکہ خدا کہے گا۔ اگر میں نے یہ دعا نہ سنی تو میری طرف ایک عیب منسوب ہو جائے گا۔ لفظ ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ مگر یہ کہنا کہ خدایا تو مجھے طاقت دے تاکہ میں اس بوجھ کو اٹھا سکوں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت کو اتنا نہیں بھڑکاتا جتنا یہ کہنا کہ تو ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جس کو ہم اٹھا نہ سکیں کیونکہ ان الفاظ کے ذریعہ بندہ یہ کہتا ہے کہ خدایا اگر ایسا ہوا تو نقص میری طرف ہی نہیں تیری طرف بھی منسوب ہوگا۔ اس طرح بندہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو بھڑکا کر ابتلاؤں میں اس سے مدد حاصل کر لیتا ہے۔ یہ دعا کا ایک نہایت ہی لطیف طریق ہے جو اس جگہ اختیار کیا گیا ہے۔

مصلح موعود اور الہام او کصیب من السماء

حضور سے عرض کیا گیا کہ مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو یہ الہام ہے کہ او کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

حضور نے فرمایا۔ ایک تو ظلمت یعنی اندھیرا ہے جو سخت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اندھیرے میں انسان چلے تو اسے رستہ نظر ہی نہیں آتا دوسری چیز رعد ہے۔ رعد کڑک کو کہتے ہیں یہ بھی بری چیز ہے۔ لیکن رعد کے ساتھ چونکہ برق پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں ظلمت کے خلاف خیر کے راہ کی توقع کا پہلو بھی ہوتا ہے اور برق تو محض چمک اور روشنی ہوتی ہے ان الفاظ میں درحقیقت ایک تدریج کی طرف اشارہ ہے۔ ظلمت تو ایک ایسی چیز ہے جس میں خیر کا کوئی پہلو نہیں ہوتا۔ اور رعد ایسی چیز ہے جس میں خیر و شر ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور برق ایسی چیز ہے جو خیر ہی خیر ہوتی ہے۔ پس ان الفاظ میں تدریجی ترقی کی طرف اشارہ ہے۔ اور بتایا ہے کہ وہ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف جائے گا۔ جس میں خیر زیادہ ہے یا محض خیر ہی خیر ہے۔ شر کا اس میں کوئی پہلو نہیں۔ اس الہام میں جس ظلمت کا ذکر ہے وہ بشیر اول کی وفات سے ظاہر ہوگئی۔ اور دوسرا حصہ جس میں رعد اور برق کا ذکر آتا ہے۔ وہ مصلح موعود کے متعلق تھا۔ اور بتایا یہ گیا تھا کہ ظلمت پہلے نمبر پر ہے ظلمت اور کڑک دوسرے نمبر پر ہے۔ اور برق تیسرے نمبر پر یعنی خیر ہی خیر ہے۔

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا اصل میں لوگوں نے اس الہام پر غور نہیں کیا۔ اور یہ نہیں سوچا کہ بشیر اول کے آنے پر جو ظلمت پیدا ہوئی تھی اس کا موجب بھی درحقیقت مصلح موعود ہی تھا۔ صرف فرق یہ ہوا۔ کہ مصلح موعود کے آنے سے پہلے ظلمت آگئی اور اس کے جانے کے بعد رعد اور برق نے ظہور کیا۔ جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کیا گیا تھا پس یہ ظلمت بھی مصلح موعود کی پیشگوئی سے وابستہ تھی۔ اگر اس وقت بعض لوگوں کو ابتلا آیا تو اس کا موجب بشیر اول کی وفات نہیں تھی۔ بلکہ مصلح موعود کی پیشگوئی تھی۔ اور جب مصلح موعود کی پیشگوئی کی وجہ سے ہی اس وقت بعض لوگوں کو ابتلا آیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ہی تھی۔ اور بتایا یہ گیا تھا کہ اس میں ظلمات بھی ہیں اور رعد اور برق بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات قیامت تک پورے ہوتے رہیں گے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات کا ذکر تھا کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے جو کلام نازل فرمایا ہے۔ وہ قیامت تک مختلف زمانوں میں پورا ہوتا چلا جائے گا۔ مگر ہماری جماعت کے بعض لوگوں کی یہ عادت ہے کہ وہ توڑ مروڑ کر تمام الہامات اسی زمانہ پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پہلے لوگوں نے یہ غلطی کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے جو کلام نازل فرمایا۔ اسے یا تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چسپاں کر دیا اور یا پھر قیامت پر چسپاں کر دیا۔ درمیانی زمانہ میں جس قدر لوگ آئے وہ اندھیرے میں رہے۔ اور انہیں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ وہ کیا کریں۔ انہوں نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تو گزر چکا۔ اور قیامت ابھی آئی نہیں۔ پھر ہمارے لئے اس کلام کا کیا فائدہ ہوا۔ پس وہ اسی طرح اس زمانہ میں حیران و پریشان پھرتے رہے جس طرح ایک کاک دریا میں تیر رہا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات میں سے ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم کے متعلق اس غلط فہمی کا ازالہ فرمایا اور بتایا کہ یہ کلام آج بھی ویسا ہی خدا کا کلام ہے۔ جیسے پچھلے لوگوں کے لئے خدا کا کلام تھا اور آپ نے اس کی آیات سے اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق استدلال کرنا شروع کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن سے لوگوں کو لگاؤ پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے سمجھا کہ قرآن تو بڑی عجیب کتاب ہے اس میں ہمارا بھی ذکر ہے۔ ہمارے زمانہ کا بھی ذکر ہے۔ دین کی تائید کرنے والوں کا بھی ذکر ہے مخالفوں کی کوششوں اور ان کی ناکامی و نامرادی کا بھی ذکر ہے۔ اس طرح ان کے ایمان تازہ ہو گئے۔ ان کی روحیں روحانی لذت سے سرشار ہو گئیں۔ اور وہ بھی اپنے آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے وابستہ سمجھنے لگے لیکن اس خیال سے کہ قرآن یا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے متعلق تھا۔ یا قیامت پر اس کی آیات چسپاں ہوتی ہیں۔ درمیانی زمانہ والے لوگوں کو خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے رسول سے ایسا بُعد پیدا ہو گیا کہ نور ان کے دلوں سے جاتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہو گئی۔ یہی غلطی اب جماعت احمدیہ کے بعض افراد سے ہو رہی ہے چنانچہ جہاں کوئی زلزلہ آئے وہ شروع سے لے کر آخر تک زلزلوں سے تعلق رکھنے والے تمام الہامات اس پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ اسی طرح مخالفوں سے اگر کوئی جھگڑا پیدا ہو تو وہ تمام الہامات جن میں جھگڑوں کی خبر دی گئی ہے اکٹھے کر کے اس جھگڑے پر لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ کئی زلزلے ہیں جو آئیں گے کئی جھگڑے ہیں جو پیدا ہوں گے۔ کئی تغیرات ہیں جو رونما ہوں گے۔ اور اپنے اپنے وقت پر الہام پورا ہوتا چلا جائے گا۔ پس ہمیشہ وہ بات کہنی چاہیئے جو واضح ترین ہو۔ اگر سارے الہامات ہم نے اپنے زمانہ پر لگا دیئے تو اگلے زمانوں میں آنیوالے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الہامات سے بیگانہ ہو جائیں گے جس طرح فیج اعوج میں مسلمان قرآن کریم سے بیگانہ ہو گئے۔ اور انہیں وہ ایک سوکھی ہوئی ٹہنی کی طرح نظر آنے لگ گیا کیونکہ ان کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دیا گیا کہ قرآن کی باتیں یا تو پوری ہو چکی ہیں یا قیامت کو پوری ہوں گی۔ اسی طرح آنے والے لوگ کہیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام الہامات یا تو پورے ہو چکے ہیں یا قیامت پر چسپاں ہوتے ہیں پس ان الہامات کو رہنے دو تاکہ ہر زمانہ کے لوگ ان کو اپنے اوپر چسپاں کرتے رہیں اور ہر زمانہ کے لوگوں کے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی رہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا کہ

اے ورڈ ٹو گرلز تو بعض احمدی کہتے تھے کہ یہ الہام ہم پر چسپاں ہوتا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ ہم اس وقت یہی کہتے کہ بیشک اس الہام کو اپنے اوپر لگا لو۔ ہمارا کیا حرج ہے۔ اگر تمہارا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ایسی مخفی تھیں کہ کسی کو ان کا پتہ ہی نہیں لگ سکتا تھا جب تک آسمان سے اللہ تعالیٰ ان کی خبر نہ دیتا۔ اور تمہارا اس سے ایمان تازہ ہوتا ہے تو بیشک اس الہام کو اپنے اوپر لگا لو۔ ہمارا اس میں کیا حرج ہے۔ تو یہ الہامات ایمان کو تازہ کرنے والے ہیں۔ اور ہر زمانے کے لوگ اس بات کے محتاج ہوتے ہیں کہ ان کے ایمان تازہ ہوں۔ مومن کا کام یہ ہونا چاہیئے کہ جو واضح اور روشن الہام ہو وہ لے لے اور باقی چھوڑ دے۔ اگر سارے الہام ہم اپنے اوپر ہی چسپاں کر لیں گے تو بعد میں آنے والے لوگ کہیں گے کہ ان لوگوں سے زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو جاننے والا اور کون ہو سکتا تھا۔ جو اس زمانہ میں ہوئے اور آپ کی صحبت میں رہے۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے محروم ہو جائیں گے اور ان کی محبت ان کے دلوں میں نہیں رہے گی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے تازہ ارشاد پر خدمت دین کیلئے زندگی وقف کرنیوالوں کی نئی فہرست

جن دوستوں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے اس سال خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کی اطلاع دی ہے ۔ وہ اپنا نام ذیل کی فہرست میں دیکھ لیں ۔ اگر اس میں درج نہ ہو تو فوراً دفتر تحریک جدید کو مطلع فرمائیں ۔ تاکہ ان کو فارم وقف زندگی برائے تکمیل بھجوایا جائے ۔ اور اگر نام اس فہرست میں درج ہو تو تیار رہیں کہ جب انٹرویو کے لئے بلایا جائے تو جلد از جلد قادیان پہنچ سکیں ۔

انچارج تحریک جدید قادیان

۱ محبوب الٰہی صاحب بی اے دفتر خالصہ لاہور
۲ چودھری عبد الاحد صاحب ایم ایس سی پروفیسر انگریزی کالج لاہور
۳ غلام احمد صاحب متعلم بی اے احمدیہ ہوسٹل لاہور
۴ ملک فیض الرحمٰن صاحب فیضی متعلم بی اے گجرات
۵ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آئی سی ایس ابن حضرت بشیر احمد صاحب
۶ صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ایم بی بی ایس ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ
۷ مظفر الدین صاحب چودھری بی اے ایل ایل بی بنگال
۸ سید مسعود مبارک شاہ صاحب متعلم بی اے ۔ قادیان
۹ غلام احمد صاحب متعلم بی اے چک ۹ بنیار (سرگودھا)
۱۰ عطاء الرحمٰن صاحب درد بی اے ایل ایل بی پلیڈر امرت سر ابن جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم ۔ اے ۔
۱۱ سید سمیع اللہ صاحب سیڈ ماسٹر بی اے بی ٹی مرید کے
۱۲ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب ایل ایس ایم ایف (پنجاب)
۱۳ عبد اللطیف صاحب بی اے ولد ڈاکٹر عطر دین صاحب بمبئی
۱۴ عبد السلام صاحب اختر ایم اے راولپنڈی ۔
۱۵ ضیاء الدین احمد صاحب قریشی بی اے ایل ایل بی قادیان
۱۶ محمد دین صاحب منشی فاضل ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۱۷ مرزا بشیر بیگ صاحب بی اے کلرک لاہور کنٹینٹ
۱۸ محمد صفدر صاحب ولد مولوی عبد الرشید صاحب چوہان شاہدرہ
۱۹ بشیر احمد صاحب بی اے دفتر پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور
۲۰ ظفر اللہ خان صاحب بی اے انسپکٹر آفس رجسٹریشن بریلی
۲۱ چودھری علی اکبر صاحب ایم اے اے ڈی آئی سیالہ
۲۲ بہاء الحق صاحب ایم ۔ اے ۔ کلکتہ ۔
۲۳ بشارت احمد صاحب بی ۔ ایس سی ابن مولوی عبد الرحمٰن صاحب قادیان
۲۴ چودھری اعظم علی صاحب بی اے ایل ایل بی سب جج گجرات ۔
۲۵ ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی اے ایل ایل بی پلیڈر گجرات
۲۶ ملک عطاء اللہ صاحب بی اے ابن ملک خدا بخش صاحب لاہور
۲۷ عطاء الرحمٰن صاحب بی ایس سی ابن حکیم غلام محمد صاحب مرحوم امرتسر
۲۸ مولوی بشیر الدین صاحب مولوی فاضل ۔ قادیان
۲۹ مولوی بشارت احمد صاحب مولوی فاضل قادیان
۳۰ مولوی عبد الکریم صاحب شرما مولوی فاضل فورٹ سنڈیمان
۳۱ سید ولی اللہ صاحب مولوی فاضل قادیان
۳۲ مولوی عبد القدیر صاحب مولوی فاضل قادیان

۳۳ ملک مبارک احمد صاحب مولوی فاضل آف دوملیال حال قادیان
۳۴ بشیر احمد صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان
۳۵ اللہ دتہ صاحب متعلم مولوی فاضل ولد چودھری رحیم بخش صاحب چک ۱۱۷
۳۶ مولوی شوکت حسین صاحب مولوی فاضل کمشنری ٹنکیڑی سندھ
۳۷ صلاح الدین ناصر خان صاحب قادیان
۳۸ محمد عبد الرحمٰن صاحب دنیاپور ضلع ملتان
۳۹ چودھری بشیر احمد صاحب متعلم ایف اے ابن چودھری فقیر محمد صاحب D.S.P ملتان
۴۰ سید شریف احمد صاحب ولد سید عبد الحی صاحب آف منصوری
۴۱ ملک عزیز الرحمٰن صاحب ولد ملک برکت علی صاحب لاہور چھاؤنی
۴۲ محمد یٰسین صاحب لدھیانوی ۔ بمبئی ۔
۴۳ نذیر احمد خان صاحب رائے ونڈی قادیان
۴۴ محمد اشرف صاحب دفتر قادیان
۴۵ سمیع اللہ صاحب ابن سید صادق علی صاحب قادیان
۴۶ مرزا الطاف الرحمٰن صاحب معرفت استانی کنیز فاطمہ صاحبہ قادیان
۴۷ محمد لطیف خان صاحب بورڈنگ تحریک جدید قادیان
۴۸ محمد احمد صاحب قریشی ولد قریشی محمد احسن صاحب مرحوم قادیان
۴۹ نصیر احمد صاحب معرفت ماسٹر محمد دین صاحب اکور قادیان
۵۰ فیاض احمد صاحب ولد میاں محمد یعقوب صاحب قادیان
۵۱ غلام احمد صاحب گجراتی بورڈنگ تحریک جدید قادیان
۵۲ صاحبزادہ میاں عبد الواسع صاحب عمر ابن جناب مولوی عبد السلام صاحب عمر
۵۳ مبارک احمد صاحب پسر شریف احمد صاحب قادیان
۵۴ مسعود احمد صاحب ناصر " " "
۵۵ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب قادیان
۵۶ غلام محمد صاحب عبید قادیان
۵۷ سید داؤد مظفر شاہ صاحب قادیان
۵۸ چودھری عطاء اللہ صاحب ولد چودھری تصدق حسین صاحب مرحوم قادیان
۵۹ ضیاء الدین صاحب پسر چودھری سعد الدین صاحب اے ڈی سائی گوجرخان
۶۰ سید محمد اجمل صاحب ولد سید محمد افضل صاحب قادیان
۶۱ سید منیر احمد صاحب ولد سید مبارک علی شاہ صاحب لدھیانہ
۶۲ شیخ غلام محمد صاحب لدھیانوی قادیان ۔
۶۳ سمیع اللہ صاحب ولد ماسٹر غلام محمد صاحب دہلی ۔
۶۴ عبد القادر صاحب واحد منزل کانپور
۶۵ عطاء الحق صاحب دار العلوم قادیان

۶۶ فیاض احمد صاحب دار الرحمت قادیان
۶۷ محمد نور عالم صاحب ولد مولوی رضیہ الدین احمد صاحب تحصیل سرائے شیخ ٹنگیر
۶۸ عنایت اللہ صاحب احمدی 15(O) K.A.R.E.A.
۶۹ قاضی محمد بشیر الدین صاحب معرفت ماسٹر محمد حسین صاحب قادیان
۷۰ محمد اعظم صاحب ولد محمد حسین صاحب تلونڈی عنایت اللہ خان
۷۱ محمد یعقوب صاحب تہر معرفت شیخ محمد اقبال صاحب لاہور ۔
۷۲ سید خالد صاحب ریلوے ورکشاپ مغلپورہ
۷۳ ڈاکٹر عزیز احمد صاحب وٹرنری ہسپتال کوہاٹ
۷۴ شکر الٰہی صاحب جیو دہلی
۷۵ محمد اکرم صاحب ولد اللہ داد صاحب دار العلوم قادیان
۷۶ پیر ہارون الرشید صاحب معرفت پیر منظور الحق صاحب قادیان
۷۷ سردار خان صاحب کلرک دفتر وزارت ریاستی کشمیر
۷۸ سردار عبد الحمید صاحب ولد ڈاکٹر فیض علی صاحب قادیان
۷۹ محمد سعد اللہ صاحب سیال قادیان
۸۰ محمد اعزاز اللہ صاحب ابن بابو اکبر علی صاحب مرحوم قادیان
۸۱ ملک عطاء المنان صاحب ابن ملک خدا بخش صاحب لاہور
۸۲ بابو نور احمد صاحب چغتائی قادیان
۸۳ محمد عبد الکریم صاحب ابن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم
۸۴ حافظ عبد الواحد صاحب دکان دار قادیان
۸۵ غلام حسین صاحب افریقی قادیان
۸۶ نور الحق صاحب بورڈنگ تحریک جدید قادیان
۸۷ راجہ غالب احمد صاحب بورڈنگ تحریک جدید قادیان
۸۸ رشید احمد صاحب قیصرانی " " " " "
۸۹ مصلح الدین احمد صاحب بنگالی " " " " "
۹۰ محمد منیر صاحب ولد ڈاکٹر حبیب اللہ صاحب افریقہ
۹۱ نذیر احمد صاحب بورڈنگ تحریک جدید قادیان
۹۲ محمود احمد صاحب باجوہ " " " " "
۹۳ مرزا لطف الرحمٰن صاحب ابن مرزا برکت علی صاحب قادیان
۹۴ ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب ایس وی ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۹۵ محمد احمد صاحب پسر شریف احمد صاحب قادیان
۹۶ علی احمد صاحب موضع جھبوواں ضلع شیخوپورہ
۹۷ سردار رحمت اللہ صاحب ولد ڈاکٹر فیض علی صاحب قادیان
۹۸ خورشید احمد صاحب موضع اٹھوال ضلع گورداسپور
۹۹ شیخ عبد الصمد صاحب قادیان
۱۰۰ محمد شفیع صاحب اشرف اٹھوال ضلع گورداسپور
۱۰۱ عبد اللہ خان صاحب دکاندار ریلوے روڈ قادیان
۱۰۲ علی محمد صاحب ڈیرہ غازی خان حال قادیان
۱۰۳ محمد احمد صاحب متعلم جماعت ہشتم قادیان
۱۰۴ عبد اللطیف صاحب ولد مرزا مہتاب بیگ صاحب قادیان
۱۰۵ مسعود حسین صاحب پسر حامد حسین خان صاحب قادیان
۱۰۶ احسان اللہ صاحب گوکھووال ضلع لائلپور
۱۰۷ غلام احمد صاحب مینٹل ہاسپٹل لاہور
۱۰۸ مشتاق احمد صاحب ولد عبد الرحمٰن صاحب کھاریاں

۱۰۹ محمد یوسف صاحب لوہریانوالہ ضلع گوجرانوالہ
۱۱۰ محمد عبد اللہ صاحب معرفت بابو نقی علی صاحب قادیان
۱۱۱ عبد الرشید صاحب معرفت محترمہ مسعودہ صاحبہ قادیان
۱۱۲ سید عبد السلام صاحب بورڈنگ تحریک جدید قادیان
۱۱۳ قاضی عبد التوحید صاحب معرفت قاضی عطاء الرحمن صاحب جھیدانی
۱۱۴ نثار احمد صاحب ابن فضل دین صاحب ننگہ ضلع جالندھر
۱۱۵ عبد الرحیم صاحب دیانت سوڈا واٹر فیکٹری قادیان -
۱۱۶ چوہدری آفتاب احمد صاحب ولد چوہدری محمد شفیع صاحب قادیان
۱۱۷ عبد اللہ عبد الباسط صاحب ولد حکیم عبد الصمد صاحب قادیان
۱۱۸ محمد اجمل صاحب قادیان
۱۱۹ عبد اللطیف صاحب قادیان
۱۲۰ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ
۱۲۱ صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب " " " " " "
۱۲۲ مرزا محمد حیات صاحب تاثیر جامعہ احمدیہ قادیان
۱۲۳ مولوی محمد امین صاحب دفتر بہشتی مقبرہ قادیان
۱۲۴ افتخار احمد صاحب قادیان
۱۲۵ سردار احمد صاحب جامعہ احمدیہ قادیان -
۱۲۶ سردار علی شاہ صاحب ساکن کھتالیہ تحصیل بٹالہ -
۱۲۷ محمد رفیق خان صاحب ولد عبد المجید خان صاحب قادیان
۱۲۸ حکیم محمد صدیق صاحب شفاخانہ طب جدید قادیان
۱۲۹ چوہدری بدر الدین صاحب میک ورکس قادیان
۱۳۰ سید محمد سعید صاحب سلیم دار البرکات قادیان
۱۳۱ محمد عاقل صاحب میک ورکس قادیان
۱۳۲ نثار احمد صاحب انڈین سپلائی کمپنی
۱۳۳ محمد زہدی صاحب جامعہ احمدیہ قادیان
۱۳۴ محمد علی صاحب الراعی قادیان
۱۳۵ غیاث محمد صاحب ملکانہ راجپوت قادیان
۱۳۶ حکیم عبد الرحیم صاحب وزیری " قادیان
۱۳۷ نور محمد صاحب فرٹ کیمیکل انڈسٹریز قادیان

تمباکو سگریٹ نوشی کا مجرب علاج
آسانی سے قبیح عادات چھوڑیں اور کا ٹکٹ بھیجکر معلومات حاصل کریں
پتہ: امرت لائٹ ہال قادیان

۱۳۸ غلام احمد صاحب محلہ دار السعت قادیان
۱۳۹ رحمت خان صاحب کوٹ مومن ضلع سرگودھا
۱۴۰ عبد الغفار خان صاحب پسر حافظ ملک محمد صاحب قادیان
۱۴۱ محمد الدین صاحب بستی رنداں
۱۴۲ غلام محمد صاحب ولد فتح علی صاحب دھوریہ ضلع گجرات
۱۴۳ محمد شریف صاحب ٹیلیفون آپریٹر گورداسپور
۱۴۴ انوار احمد صاحب حوالدار کلرک کوہ مری
۱۴۵ عبد الرشید صاحب دار العلوم قادیان
۱۴۶ عبد الرشید احمد صاحب جماعت دہم لاہور
۱۴۷ ظفر احمد صاحب پسر ولی احمد صاحب امرتسر
۱۴۸ عبد الرشید صاحب " " " "
۱۴۹ عبد الرشید صاحب پسر ڈاکٹر غلام علی صاحب مرحوم قادیان
۱۵۰ عبد اللطیف صاحب جامعہ احمدیہ قادیان
۱۵۱ سید بدر الدین احمد صاحب آف کوسیجی ضلع کٹک
۱۵۲ سید مبارک احمد صاحب پسر حضرت مولوی سرور شاہ صاحب
۱۵۳ عبد الحمید صاحب پسر چوہدری محمد بخش صاحب قادیان
۱۵۴ محمد مرید احمد صاحب بھنگوان ضلع گورداسپور
۱۵۵ غلام حسین صاحب ولد کاموکھوکھر چونڈہ کوٹ ہیبت
۱۵۶ سید فضل محمد شاہ صاحب مہاجر قادیان
۱۵۷ عبد الرشید صاحب طبیہ کالج علی گڑھ
۱۵۸ محمد ادریس صاحب مدرسہ احمدیہ قادیان
۱۵۹ دین محمد صاحب دھوبی دار البرکات قادیان
۱۶۰ بشیر احمد صاحب دار الرحمت قادیان
۱۶۱ سید غلام جیلانی شاہ صاحب چک ۱۱۲ جنوبی
۱۶۲ سلطان احمد صاحب ۱۱۲ جنوبی
۱۶۳ چوہدری برکت علی خان صاحب فنانشل سیکرٹری تحریک جدید
۱۶۴ محمد شفیع صاحب سکنہ نوشہرہ ککے زیاں
۱۶۵ حکیم ہدایت اللہ صاحب معرفت چوہدری برکت علی صاحب
۱۶۶ عبد الکریم صاحب ساکن گوجروال ضلع لدھیانہ
۱۶۷ سید محمد احمد صاحب بابہری لدھیانہ
۱۶۸ سلطان عالم صاحب قریشی لاہور
۱۶۹ محمد حسین صاحب کاہنہ نو ضلع لاہور
۱۷۰ شیخ غلام مجتبیٰ صاحب دار الرحمت قادیان
۱۷۱ چوہدری نبی احمد صاحب احمد نگر سندھ
۱۷۲ ملک احسان اللہ صاحب ابن ملک خدا بخش صاحب لاہور
۱۷۳ محمد سعید صاحب ولد محمد حسین صاحب مرحوم قادیان
۱۷۴ محمد اسمٰعیل صاحب کوئٹہ
۱۷۵ عبد السلام صاحب ملکانہ ولد سردار احمد صاحب ملکانہ
۱۷۶ عبد الجبار صاحب کلرک امرتسر
۱۷۷ نصیر الدین صاحب ولد بابو عبد الرؤف صاحب قادیان
۱۷۸ علم الدین صاحب سیلیدار تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۱۷۹ نذیر احمد صاحب رحمانی ٹیچر قادیان
۱۸۰ غلام صمدانی صاحب خادم بی اے ایل ایل بی قادیان -
۱۸۱ چوہدری فقیر محمد خان صاحب بی اے D.S.P. ملتان -
۱۸۲ میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سنڈیمن
۱۸۳ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل چک ۲۲۶/ر ب
۱۸۴ نثار احمد صاحب ظفر
۱۸۵ عبد الوحید خان صاحب سنڈیمن
۱۸۶ محمد زکریا صاحب ولد حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ لاہور
۱۸۷ راجہ بشیر احمد صاحب ۲۴ فیروز پور روڈ - لاہور
۱۸۸ محمد ابراہیم صاحب میروال ضلع شیخوپورہ
۱۸۹ عبد القادر صاحب منگلور صوبہ مدراس
۱۹۰ چوہدری احمد خان صاحب مدرس چک ۱۵/۹ ضلع لائلپور
۱۹۱ مستری محمد صدیق صاحب قادیان
۱۹۲ قاضی محمد منیر صاحب
۱۹۳ خواجہ عبد اللطیف صاحب
۱۹۴ عبد الحمید صاحب ولد ماسٹر فضل داد صاحب قادیان
۱۹۵ شیخ شفیق قادر صاحب منیجر باٹا شو سٹورز لاہور
۱۹۶ کریم بخش صاحب کوئٹہ
۱۹۷ کیپٹن چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ
۱۹۸ بھائی عبد الرحمان صاحب قادیانی
۱۹۹ عنایت اللہ خان صاحب چنیوٹ ہلکی

باغات قادیان کے ثمر آم کی نیلامی

انشاء اللہ قادیان کے مندرجہ ذیل چار عدد باغات کے ثمر آم کی نیلامی بروز اتوار مورخہ ۷ مئی ۱۹۴۴ء بوقت ساڑھے تین بجے بعد دوپہر گیسٹ ہاؤس محلہ دار الانوار قادیان میں ہوگی۔ فروخت ثمر حسب مرضی مالکان یا تو بذریعہ نیلامی ہوگی یا بذریعہ ٹنڈر۔ شرائط اور جنس وغیرہ کا فیصلہ موقع پر سنا دیا جائے گا۔ خواہشمند اصحاب تشریف لاکر فائدہ اٹھائیں۔ اور بہتر ہوگا کہ کچھ وقت پہلے آکر پھل کی حالت اچھی طرح دیکھ لیں اور شرائط معلوم کرلیں۔ جملہ قیمت اسیوقت سب کی سب وصول کرلی جائے گی۔ باغات قابل فروخت یہ ہیں:- (۱) احمدیہ فروٹ فارم (۲) باغ کوٹھی بیت الحمد (۳) بڑا باغ تخمی (۴) چھوٹا باغ تخمی۔

خاکسار:- محمد صادق مختار عام حضرت صاحب و برادران قادیان